کیا ہے۔ رابطہ نے اس کے لئے ایک مجلس قائم کی ہے جس میں سعودی عرب اور بعض دوسرے ممالک کے علمائے شریعت شامل ہیں۔ لیکن اس کے ارکان اس کام کے لئے خاص نہیں بلکہ وہ ہر سال دو ہفتے کی مدت کے دورانیے کی اجلاس میں جمع ہوتے ہیں اور وہ مختلف موضوعات جو دور حاضر سے متعلق ہوں، کے لئے مباحث تیار کرتے ہیں تاکہ ان کے حل کے لئے شریعت کی فقہ میں اس کا حکم معلوم ہو سکے۔

اس کے اجلاس میں جو مباحث پیش کئے جاتے ہیں ادارہ حاضر ارکان کی اکثریتی رائے کو اختیار کرتا ہے، عنقریب اس ذیل میں بعض قراردادیں پاس کی جائیں گی۔ اس وقت وہ مکمل اور منظم ادارہ بننے کے ابتدائی مراحل میں ہے۔

اس کے باوجود حقیقت یہ ہے کہ اس وقت دنیا اسلام میں کوئی ایسا اسلامی ادارہ نہیں جو فقہی انسائیکلو پیڈیا کے منصوبے کو عملی جامہ پہنا سکے اور اسے مطلوبہ وسائل اور طریقہ کار کے سلسلے میں پوری طرح فراہم کر سکے۔ تاکہ وہ اجتماعی اجتہاد کے اہم کام کو ہمارے موجودہ حالات میں بہتر طریقے سے پورا کر سکے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کی مدد سے امید کی جاتی ہے کہ فقہی ادارہ، رابطہ عالم اسلامی کے ذریعے اپنی منزل پائے گا اور مضبوط اور درست خطوط پر مکمل اور مستحکم نظام کی طرف گامزن ہو گا جس کے ذریعے عالم اسلام کا مقصد حقیقت کا جامہ پہن سکے گا۔

Fikr-o-Nasar (Islamabad) 20:9-10 (1983)

نقد و تبصرہ

ملت کا پاسباں

مصنف : پروفیسر کرم حیدری

ناشر : قائداعظم اکادمی۔ ایم۔ اے۔ جناح روڈ کراچی۔

طبع اول :

قیمت : (خاص ایڈیشن) ساٹھ روپے

(عام ایڈیشن) بیس روپے

زیرنظر کتاب اُردو زبان میں قائداعظم محمد علی جناح کی مفصل اور مستند سوانح حیات ہے اور جیساکہ اکادمی کے ڈائریکٹر نے آغاز میں لکھا ہے اُردو زبان میں قائداعظم کی زندگی پر یہ ایک مبسوط اور بلند پایہ کتاب ہے۔ اس سے پہلے قائداعظم پر صرف چند کتابیں شائع ہوئی ہیں جو ابتدائی طور پر انگریزی میں لکھی گئی ہیں اور اُن کے اُردو ترجمے بعد میں شائع ہوئے ہیں۔ انگریزی میں لکھی جانے والی کتابوں کی حیثیت اپنی جگہ ہے اور یقیناً انگریزی زبان میں قائداعظم پر کتابوں کی ضرورت تھی اور یہ ضرورت اب بھی موجود ہے۔ مگر اُردو میں ترجمے کی حیثیت بہرحال ثانوی ہو جاتی ہے۔ اولاً اُردو میں لکھے جانے کی وجہ سے اس کتاب کو ایک امتیازی حیثیت حاصل ہے۔

فاضل مصنف نے قائداعظم پر بہت کام کیا ہے۔ ان کی ایک مختصر سی تصنیف قائداعظم محمد علی جناح شخصیت و کردار ہمارے ادارے نے بھی شائع کی ہے۔ ان کتابوں کی اہمیت اس لئے بھی ہے کہ انہوں نے تحریک پاکستان کا زمانہ پوری طرح دیکھا ہے اور وہ اس تحریک کے فکری اور ادبی محاذ پر خود بھی کام کرتے رہے ہیں۔ قائداعظم سے ان کی والہانہ محبت ہی ان کے اس عظیم محنت طلب کام کی محرک معلوم ہوتی ہے۔

چار سو سے زیادہ صفحات پر مشتمل یہ کتاب قائداعظم کی زندگی کے تمام گوشوں کو نہایت خوبی سے اجاگر کرتی ہے۔ قائداعظم نے جس تدبر، بصیرت، عزم اور استقلال کے ساتھ مسلمانانِ برصغیر کی قیادت کی اور اپنی سیاسی زندگی کے بیالیس برس کے دوران جس مسلسل محنت سے کام کیا اس کی مثال تاریخ عالم میں بہت کم ملتی ہے۔ تاریخ کے سابقہ ادوار میں بعض سپہ سالاروں نے فتوحات کے ذریعے بڑی بڑی سلطنتیں قائم کی ہیں لیکن موجودہ دور میں فتوحات کے ذریعے کوئی مملکت قائم کرنا ایک مشکل مسئلہ ہے۔ البتہ سیاسی جنگ لڑ کر اپنی قوم کو سامراج کے پنجے سے آزاد کرانا اور ایک آزاد اور خود مختار مملکت قائم کرنا ممکن اور قابل عمل ہے۔ قائداعظم نے اپنی سیاسی جدوجہد کو اسلامی نظریے کی بنیاد پر قائم کر کے برطانوی سامراج اور برہمنی سامراج دونوں سے برصغیر کے مسلمانوں کو نجات دلا کر ایک نئی مملکت قائم کی جو اس وقت مسلمانوں کی سب سے بڑی اور دنیا کی پانچویں بڑی مملکت تھی۔ اس مسلسل جدوجہد کے دوران جس طرح ہماری تاریخ میں اتار چڑھاؤ آئے اور قائداعظم نے ہر اتار چڑھاؤ کا مقابلہ کر کے قومی جدوجہد کو آگے بڑھایا اور مسلمان قوم کو کامرانی اور شادمانی سے ہمکنار کیا اس کا مفصل بیان ہماری اولین قومی ضرورت تھی اور ہمیں خوشی ہے کہ اس کتاب کی اشاعت سے یہ ضرورت بڑی حد تک پوری ہو گئی ہے۔ البتہ علم و ادب اور تاریخ و تجسس کے میدان میں کوئی چیز حرف آخر نہیں کہی جا سکتی اور نئے لکھنے والوں کے لئے نئے نئے راستے کھلتے ہیں۔

ملت کا پاسبان بائیس ابواب پر مشتمل ہے۔ اس کا پہلا باب قائداعظم کی پیدائش سے شروع ہوتا ہے اور آخری باب قائداعظم کی وفات پر ختم ہوتا ہے۔ تاہم باقی ابواب میں صرف قائداعظم کی زندگی کے احوال ہی نہیں ملک کے اندر ابھرنے والی سیاسی تحریکات کا جائزہ بھی ہے۔ فاضل مصنف نے قیام پاکستان اور قائداعظم کے بارے میں چھپنے والی بیشتر کتابوں اور مقالات کا بغور جائزہ لیا ہے۔ اور ان کی مدد سے قائداعظم کی زندگی اور سیاسی حالات کے بہاؤ اور پھیلاؤ کی نہایت خوبصورت انداز میں عکاسی کی ہے تاہم انہوں نے دوسرے مصنفین کے بیان کردہ حالات اور واقعات کا تنقیدی جائزہ بھی لیا ہے اور جہاں جہاں بعض متعصب مصنفین نے واقعات کو غلط رنگ دینے کی کوشش کی ہے وہاں وہاں ان کی تحریروں کا